۸۸

خدا تعالیٰ کے کلام کا ہر لفظ اپنے اندر حکمت رکھتا ہے

(فرمودہ ۲۹-اکتوبر ۱۹۱۵ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:-

سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ [1] کی دعا کے بعد غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ [2] بھی فرمادیا ہے لیکن ایسا کیوں کیا گیا- کیا صرف اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کہنا کافی نہ تھا؟

پس جبکہ صرف یہی رکھا جاتا تب بھی یہ مفہوم ادا ہوسکتا تھا کہ جو انسان خدا سے یہ دعا مانگے اسے سیدھا راستہ دکھایا جائے اور گمراہی اور بد افعال سے بچایا جائے یعنی نیکیوں کی توفیق دی جائے اور بدیوں سے بچایا جائے- کیونکہ جب مومن ہرروز یہی دعا مانگتا ہے کہ مجھے سیدھا راستہ دکھایا جائے اور وہ رستہ بتایا جائے جو مُنْعَمْ علیہ لوگوں کو بتایا گیا تھا تو اس کے اس کہنے سے ہی تمام بدیوں اور ہر قسم کے گندوں اور گناہوں کے رستہ کی ساتھ ہی نفی ہوجاتی ہے اور وہ اس طرح کہ جب کوئی نیک شخص بد ہونے کے بعد ہی بدوں میں شامل ہوجاتا اور سیدھے راستہ سے بھٹک جاتا ہے اور نیک اسی وقت تک نیک رہتا ہے جب تک کہ یہ سیدھے راستہ پر ہوتا ہے اور سیدھے راستہ کیلئے خدا تعالیٰ نے یہ دعا سکھادی ہے تو پھر غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ کی کیا ضرورت تھی- پس بظاہر اتنا ہی کہنا کافی معلوم ہوتا ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اور اسی پر دُعا ختم ہوجاتی-

لیکن قرآن شریف خداتعالیٰ کا کلام ہے اس لئے اس میں کوئی فقرہ تو الگ رہا کوئی لفظ بھی زائد نہیں ہوسکتا اور لفظ تو بڑی بات ہے کوئی زبر زیر اور پیش بھی زائد نہیں ہوسکتی۔ بلکہ ہر ایک لفظ ان ہی حرکات سے استعمال ہوتا ہے جو اس کے کیلئے ضروری اور لازمی ہیں اور انہیں کاہونا حکمت الٰہی پر مبنی ہے کیونکہ جیسے خداتعالیٰ کی بنائی ہوئی تمام چیزوں میں سے کوئی چیز بھی لغو نہیں خواہ وہ کسی کو کیسی ہی رڈی سے رڈی اور زائد معلوم کیوں نہ دے۔ ایسی چیز پر بھی جب غور اور فکر کیا جائے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ لغو اور فضول نہیں بلکہ نہایت ہی کارآمد اور مفید ہے اور اس کے کلام کا کوئی فقرہ یا کوئی حرکت کیونکر زائد اور بلا ضرورت ہوسکتی ہے۔ بہت سی چیزیں اس وقت ایسی موجود ہیں جن کو آج سے کچھ عرصہ پہلے رڈی اور فضول سمجھا گیا تھا مگر اس زمانہ میں علوم کی ترقی سے ثابت ہوگیا ہے کہ وہ رڈی اور فضول نہیں بلکہ بڑے بڑے فوائد اور منافع اپنے اندر رکھتی ہیں۔ بڑی سے بڑی نجس اور رڈی چیز تو انسان کا پاخانہ اور پیشاب خیال کیا جاتا تھا لیکن اسی کو اگر دیکھو تو معلوم ہوجاتا ہے کہ انسان غلّہ کو کھاکر جب اس سے جو کچھ اس کیلئے مفید ہوتا ہے حاصل کرلیتا ہے اور فضلہ کو رڈی بنا کر نکال دیتا ہے تو یہی ردی چیز آئندہ سال جو اس کو کھانا ہوتا ہے اس کی پرورش میں مُمِدّ اور معاون بن جاتی ہے اور کھاد بن کر ایک مفید چیز ثابت ہوتی ہے جو ہزاروں بلکہ لاکھوں روپوں کی فروخت ہوتی ہے۔ تو وہی چیز جس کو انسان نے ردی کرکے پھینک دیا تھا خداتعالیٰ نے اسی کو اس کیلئے غلّہ پیدا کرنے کا سامان بنا دیا۔ اس کے علاوہ اور چھوٹی چھوٹی چیزوں مثلاً کاغذوں کے ٹکڑوں اور گھاس پھونس کے تنکوں کو ہی دیکھ لو۔ ان چیزوں کو کسی مصرف کا خیال نہیں کیا جاتا تھا۔ لیکن علوم سے واقف کار لوگوں نے ان سے بھی بڑے بڑے کام لئے ہیں۔ مثلاً مختلف قسم کی گھاس جو جانوروں کے کھانے کے کام بھی نہیں آتی اور جس سے جنگل کے جنگل بھرے پڑے رہتے تھے اور جسے لوگ لغو اور فضول چیز سمجھا کرتے تھے' اس کو آج علوم نے بہت فائدہ مند ثابت کردیا اور بتادیا ہے کہ یہ لغو نہیں بلکہ نہایت کارآمد ہے کیونکہ اس سے کاغذ جیسی مفید چیز بننے لگی ہے۔

چونکہ پہلے اس سے انسانوں کو کام لینے کا موقع نہ ملا تھا اس لئے انہوں نے لغو سمجھا ہوا تھا لیکن علوم نے آخر ترقی کرتے کرتے بتادیا کہ یہ بہت مفید چیز ہے۔ پس یہی گھاس اس زمانہ میں علوم کے بڑھانے کا بہت بڑا ذریعہ ہورہی ہے۔ پہلے زمانہ میں چونکہ کاغذ کی کثرت نہ تھی

اس لئے اس وقت کے علوم وفنون مٹ گئے کیونکہ وہ باتیں لکھی نہ گئیں- آج ہم مصر میں ایسے مُردوں کی لاشیں دیکھتے ہیں جن کو کسی مصالحہ سے رکھا گیا ہے لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ کیا مصالحہ ہے اور اس کے متعلق کوئی تحریر نہیں ملتی- لیکن اس زمانہ میں علوم کی ترقی نے ردّی چیزوں سے بھی بڑے بڑے فائدے نکال دیئے ہیں- اسی طرح اور بہت سی چیزیں ہیں جن کو انسان نے لغو سمجھا تھا مثلاً انسان کے جسم میں ہی بعض ایسے اجزاء ہیں جن کو بیکار اور فضول قرار دیا گیا تھا- ایک زمانہ تھا کہ تلی کو لغو سمجھا جاتا تھا اور اسی طرح باریک انتڑیوں کے نیچے ایک چھوٹا سا ٹکڑا انتڑی کا علیحدہ ہوتا ہے اس کو بیکار اور فضول سمجھا جاتا تھا- اور ابھی کوئی لمبا عرصہ نہیں گزرا کہ ڈاکٹروں نے فتویٰ دیا تھا کہ اگر اس میں ورم پَیدا ہو جائے تو بجائے اس کا علاج کرنے کے اس کو کاٹ کر نکال دینا اَنسب ہے لیکن تحقیقات جدیدہ نے ثابت کردیا ہے کہ یہ خیال غلط تھا اور یہ حصہ نہایت مفید اور ضروری حصہ جسم ہے- چنانچہ فرانس کے ایک ڈاکٹر نے اس کے متعلق تجربہ کرکے اس کی ضرورت کو ثابت کردیا ہے کہ اس رودہ سے میں وہ سیال مادہ جمع رہتا ہے جس سے امعاء کے پردوں میں ہیجان پَیدا ہوتا ہے اور اگر یہ سیال مادہ اس رودہ میں موجود نہ ہو تو یہ رودہ اپنے فعل کو سرانجام نہیں دے سکتا- اس ڈاکٹر نے اس بات کا اس طرح تجربہ کیا ہے کہ دو درجن جوان اور تندرست بندر منگوا کر ان میں سے نصف بندروں کے اندر سے یہ حصہ کاٹ کر نکال دیا اور باقی بندروں کو بحال رکھ کر سب کو الگ الگ پنجروں میں بند کروادیا- اور سب کو برابر مقدار میں ایک ہی غذا دینے کا انتظام کیا- دو دن کے بعد معائنہ کرنے پر معلوم ہوا کہ رودہ بریدہ بندروں کی انتڑیوں کی حرکت میں کمی آگئی ہے اور ایک ہفتہ کے بعد تو نمایاں فرق پایا گیا اور ان کے قویٰ مضمحل ہونے لگے اور ان میں حسب عادت دوڑنے کی سکت نہ رہی- بال گرنے لگے' آنکھوں کی رنگت بدل گئی اور زبانوں پر جھلّی چھاگئی اور اس امر میں شُبہ کی کچھ گنجائش باقی نہ رہی کہ ان بندروں کی قوتِ ہاضمہ باطل ہوگئی ہے- باقی بندر جن کا یہ رودہ نہیں کاٹا گیا تھا بالکل تندرست اور چُست رہے- تو اب یہ رودہ بھی لغو نہیں سمجھا جاتا بلکہ صحت کے قائم رکھنے کیلئے ضروری خیال کیا جاتا ہے-

غرضیکہ ہر ایک ایسی چیز جس کو انسان نے لغو اور فضول سمجھا ہوا تھا اسے بھی تجربوں اور علوم نے مفید اور فائدہ مند ثابت کرکے بتادیا کہ خداتعالیٰ کی بنائی ہوئی کوئی چیز لغو نہیں

ہے- جن قوموں نے یہ سمجھا ہے کہ خدا کی بنائی ہوئی چیزیں بھی لغو اور فضول ہوتی ہیں انہوں نے کبھی ترقی نہیں کی- ترقی ہمیشہ ان ہی قوموں نے کی ہے جنہوں نے یہ سمجھا کہ خداتعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی چیز بھی لغو نہیں- پس جس طرح خدا کی پیدا کی ہوئی ہر ایک چیز خواہ بظاہر کیسی ہی ردی اور فضول کیوں نہ معلوم دے' درحقیقت بنی نوع انسان کیلئے فائدہ بخش اور نفع رساں ہے اور جس طرح خدا کی مخلوق کا کوئی حصہ لغو اور ردی نہیں اسی طرح خداتعالیٰ کے کلام کا حال ہے- اس کا نہ کوئی حکم لغو ہے اور نہ اس کا کوئی لفظ اور حرکت بلکہ ہر ایک اپنے اندر کوئی نہ کوئی حکمت رکھتا ہے- جرمن کے ایک ڈاکٹر نے ہلکے کتے کے کاٹے کا علاج کرنے کے متعلق تحقیقات کی ہے وہ لکھتا ہے کہ اس تحقیقات کی طرف مجھے اس طرح توجہ ہوئی کہ میں نے مسلمانوں کی بعض کتابوں میں لکھا ہوا دیکھا کہ انہیں ان کے رسول (ﷺ) کا حکم ہے کہ اگر کتا کسی برتن میں منہ ڈال جائے تو اسے پہلے مٹی سے مانجو اور پھر پانی سے دھوؤ ۔ میں نے سوچا ایک اتنا بڑا آدمی جس کو لاکھوں اور کروڑوں انسان مانتے ہیں اس کا یہ کہنا لغو نہیں ہوسکتا بلکہ ضرور اپنے اندر کوئی حکمت رکھتا ہے (معلوم ہوتا ہے کہ اس ڈاکٹر میں ان مسلمانوں سے حسن ظنی کا مادہ زیادہ تھا جو خدا کی بعض چیزوں اور رسول اللہ کے بعض احکام کو لغو سمجھتے ہیں) مَیں نے اس بات کیلئے کوشش کرنی شروع کی کہ معلوم کروں کہ آیا تمام ملکوں کی مٹیوں میں کوئی ایسا جزو بھی ہے جو سب میں یکساں ہو تو معلوم ہوا کہ ایک جزو ایسا ہے جو سب ملکوں کی مٹیوں میں مشترک پایا جاتا ہے- اس جزو کا مَیں نے جب ہلکے کُتّے کے زہر پر استعمال کیا تو مفید ثابت ہوا- اسی طرح اس ڈاکٹر نے آنحضرت ﷺ کی اور احادیث سے بھی فائدہ اٹھایا ہے یہ تو رسول کریمؐ کے اقوال کا حال ہے- اللہ تعالیٰ کی کتاب میں کوئی بات لغو اور زائد نہیں ہوسکتی- یہاں خداتعالیٰ یہ دعا سکھاتا ہے کہ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ- ہمیں سیدھا راستہ دکھایئے- اور ان لوگوں کا راستہ جن پر آپ نے انعام کیا نہ کہ ان کا جن پر تُو نے غضب کیا یا جو گمراہ ہوگئے- غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ کے الفاظ کیوں رکھے جو بظاہر زائد معلوم ہوتے ہیں ان کے رکھنے میں بہت بڑی حکمت ہے اور وہ یہ کہ یہ الفاظ اس طرف متوجہ کرنے کیلئے رکھے ہیں- کہ جب کوئی انسان ترقی کرنے لگتا ہے خواہ وہ ترقی روحانی ہو یا جسمانی' دینی ہو یا دنیوی تو اس کے رستہ میں ایسی

روکیں اور اس کے مقابلہ میں ایسے لوگ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں جو اسے ترقیوں سے محروم کرنا چاہتے ہیں اور اپنے تمام زور سے اسے نیچے کھینچتے ہیں تاکہ وہ اپنے مقام سے ہٹ جائے۔

آج تک کوئی ترقی کرنے والا ایسا نہیں ہوا جس کا کوئی نہ کوئی حاسد نہ ہو بلکہ جس کسی نے بھی ترقی کی ہے اسی کے حاسد پیدا ہوگئے ہیں۔ چنانچہ اسی دعا کی تشریح میں ہی دیکھ لو۔ اگلے رکوع میں خداتعالیٰ نے آدم علیہ السلام کا واقعہ بیان فرماکر بتادیا ہے کہ شیطان حسد اور عداوت کی وجہ سے اس کے مقابلہ میں کھڑا ہوگیا تھا۔ پس خواہ کسی کی روحانی ترقی ہو یا جسمانی شریر اور ناپاک روحیں اس کے مقابلہ کیلئے ضرور اُٹھ کھڑی ہوتی ہیں جو اس کو اس کے اصلی مقام سے ہٹاکر مغضوب اور گمراہ بنانے کی کوشش کرتی ہیں اس لئے گو دعا کیلئے صرف اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ہی کافی تھا لیکن مومنوں کی اس طرف توجہ پھیرنے کیلئے کہ تمہارے گمراہ کرنے کیلئے تمہارے دشمن کھڑے ہوجائیں گے ان سے بچتے۔ رہنا خدا نے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ بھی فرمادیا تاکہ مومن کی ہر وقت اس طرف توجہ رہے۔ اور وہ خیال کرے کہ مَیں اپنے دشمنوں اور حاسدوں سے مامون نہیں ہوں۔ یہ جو مجھے نعمت ملی ہے اور مل رہی ہے اس کے ساتھ ہی دشمن بھی کھڑے ہوگئے ہیں ان سے مجھے ہوشیار رہنا چاہیئے۔

بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں جو نیک کام تو کرتے ہیں اور اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی دعا مانگتے ہیں۔ لیکن غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور یہ خیال نہیں کرتے کہ اگر ہمیں نعمت ملی ہے تو ساتھ ہی حاسد بھی پیدا ہوگئے ہیں اس لئے وہ بہت دور جاگرتے ہیں کیونکہ جو شخص زیادہ بلندی سے گرتا ہے وہ زیادہ دُور ہی گرتا ہے۔

ہماری جماعت دنیا میں اس وقت سب سے آخر آنے والی جماعت ہے اس نے بہت تجربے اور مشاہدے کئے ہیں۔ اور بہت سی قوموں کے ترقی اور تنزل کے واقعات سنے ہیں اس لئے اس کے فائدہ اٹھانے کا آسان رستہ ہے۔ ہماری جماعت کے لوگ جب یہ دعا کریں کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ تو ساتھ ہی غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ کی طرف بھی خیال رکھنا چاہیئے اور سمجھنا چاہیئے کہ کوئی مُنْعَم نہیں ہوا اور کسی نے ترقی نہیں کی کہ شیطان اور شیطان کے چیلے اس کے بگاڑنے اور

گمراہ کرنے کیلئے کھڑے نہ ہوگئے ہوں- پس ہماری جماعت کو جہاں ایک طرف اس بات سے خوش ہونا چاہیئے کہ ہم مُنْعَمْ علیہ گروہ میں ہیں' وہاں اس طرف بھی توجہ رکھنی چاہیئے کہ ہمارے ساتھ دشمن بھی لگے ہوئے ہیں جو ہمیں سیدھے راستہ سے ہٹاکر کہیں کا کہیں لے جانا چاہتے ہیں- پس ہمیں بہت ہوشیاری سے اپنے دشمن کے مقابلہ کیلئے تیار رہنا چاہیئے- روحانی دشمنوں کیلئے بھی اور جسمانی شیطانوں کیلئے تیار رہنا چاہیئے جو انسانی شکل و صورت بن کر ہمیں نقصان پہنچانا چاہتے ہیں-

شیطان کے حملے کرنے کے کئی ایک طریق ہیں- کبھی تو وہ دوست بن کر حملہ آور ہوتا ہے- جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ اس نے کیا اور آکر کہا کہ مَیں تمہیں نصیحت کرنے آیا ہوں- خدا کے حکم کو توڑ دو تو ہمیشہ جیتے رہو گے- انہوں نے سمجھا یہ کوئی بڑا مخلص دوست ہے اس لئے اس کے دھوکا میں آگئے- کبھی شیطان انسان کو غافل کرکے ہلاک کرنا چاہتا ہے- چنانچہ بہت سے لوگ ایسے ہوئے ہیں جو دشمن کی دشمنی سے اس طرح تباہ و برباد نہ ہوتے جس طرح کسی بدباطن دوست کی دوستی سے ہلاک ہوئے ہیں- مثلاً کسی نے ان کو کہہ دیا کہ ہم تمہارے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں تم بھی ہماری خاطر ہمارے پیچھے نماز پڑھ لو- تو انہوں نے اس کی خاطر نماز پڑھ لی پھر اسی طرح خاطر ہوتے ہوتے بالکل تباہ ہوگئے یعنی انہی کی طرح ہوگئے- لیکن یہ سب شیطان کے فریب ہیں جو وہ کئی طرح سے کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ مؤمنوں کو اپنے فرائض بُھلادے یا کسی اور طرف لگادے تاکہ اس طرح وہ خدا کو بھول جائیں- ہماری جماعت کے لوگوں کو اپنی توجہ اس بات کی طرف بہت رکھنی چاہیئے اور وہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ دشمن سے کبھی غافل نہ ہوں پھر شیطان جیسے دشمن جس کا منشاء ہی یہی ہے کہ انسان کو بھلا کر ہلاکت کی طرف لے کرجائے پس جب تک اس کا مقابلہ پورے زور اور قوت سے نہ کیا جائے کامیابی نہیں ہو سکتی- زور آور اور طاقت ور لوگ اس سے مقابلہ کرتے ہی رہے لیکن یہ بھی ان کی تاک میں ہی بیٹھا رہا ہے اور ان کی نسلوں در نسلوں میں جبکہ وہ غافل اور بے پرواہ ہو گئے تو یہ دھوکا دینے میں کامیاب ہو گیا ہے- حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ سے شیطان کی آخری جنگ ہو گی- خداتعالیٰ کے کلام کو سمجھنے والے سمجھتے ہیں کہ اس آخری جنگ کے کچھ اور ہی معنے ہیں لیکن پھر بھی نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کس رنگ میں پورے ہوں گے پس ہر ایک وہ شخص جو

احمدی ہوتا ہے یہ نہ سمجھے کہ اب مجھے بے فکر ہو کر پیٹی کھول دینی چاہیئے بلکہ یہ سمجھے کہ پیٹی باندھنے کا تو اب ہی وقت آیا ہے کیونکہ جس دن سے وہ احمدی ہوتا ہے اسی دن سے اس کا نام فوج میں لکھا جاتا ہے اور اسی دن سے اس کی جنگ شیطان سے شروع ہو جاتی ہے۔

خداتعالیٰ کے جو سلسلے ہوتے ہیں ان کے حقیقی مبلّغ افراد سلسلہ ہی ہوتے ہیں اور اصلی تبلیغ بھی انہی کے ذریعہ ہوسکتی ہے کیونکہ اس طرح ہر ایک فرد تبلیغ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ ہمارے لئے اِس وقت تبلیغ کرکے کامیابی حاصل کرنے کا موقع ہے۔ پس ہر ایک احمدی سمجھ لے کہ مَیں مبلّغ ہوں اور میرا فرض ہے کہ شیطان کا مقابلہ کروں۔ پس خواہ کوئی احمدی امیر ہو یا غریب' تاجر ہو یا نوکر ہر حالت اور ہر حیثیت میں تبلیغ کا کام کرتا رہے۔ بعض لوگوں کو اپنی بڑائی تبلیغ میں روک ہوجاتی ہے اور بعض کو اپنی غریبی اور ناداری سدِّ راہ بن جاتی ہے۔ لیکن یہ سب شیطانی دھوکا ہے جو اس طرح غافل کرنا چاہتا ہے۔ اصل بات یہی ہے کہ جو کوئی سچے دین میں داخل ہوتا ہے اس کا اخلاقی اور روحانی فرض ہے کہ اس دین کو پھیلائے اور دوسروں تک بھی پہنچائے۔ کیونکہ کفر زہر کی طرح ہے اور انسان کو ہلاک اور تباہ کردیتا ہے۔ جس طرح ڈاکٹر کا اخلاقی اور انسانی فرض ہے کہ اگر کسی کو زہر خوردہ دیکھے تو اس کی جان بچانے کی کوشش کرے' اسی طرح ہر ایک مسلمان جو یہ دیکھے کہ دوسرے روحانی زہر کھاکر مرنے کے قریب ہورہے ہیں اس کا فرض ہے کہ ان کی جان بچانے کی کوشش کرے اور ان کو تبلیغ کرے۔ ہماری جماعت کا ہر ایک شخص خواہ بڑا ہو یا چھوٹا' خواہ امیر ہو یا غریب' خواہ عالم ہو یا بے علم اس کا فرض ہے کہ صداقت کو پھیلائے اور باطل کو مٹائے۔ کسی کو یہ خیال ہرگز نہیں کرنا چاہیئے کہ کوئی تنخواہ دار مبلّغ آکر تبلیغ کریں گے یا قادیان سے کوئی مولوی اور عالم ہی آکر انہیں وعظ و نصیحت کرے گا۔ اس میں شک نہیں کہ بعض جگہیں ایسی ہیں جہاں کیلئے اس بات کی ضرورت ہے کوئی ایسا آدمی رکھا جائے جو اپنا سارا وقت تبلیغ میں صرف کرے ایسے آدمیوں کو کھانے پینے اور اخراجات کیلئے دینا پڑتا ہے تاکہ وہ ذریعہ معاش سے بے فکر ہو کر بَکُلِّی تبلیغ میں لگ جائیں۔ ایسے آدمیوں کے اخراجات کیلئے کچھ دینا معیوب بھی نہیں۔

رسول اللہ کے زمانہ میں بھی ایسے صحابی جو سرحدوں کی حفاظت کیلئے رہتے تھے انہیں بھی اخراجات دیئے جاتے تھے لیکن ایسے لوگوں کی تعداد کافی نہیں ہوسکتی اس لئے ہر ایک فرد

کو مبلّغ ہونا چاہیئے اور ان لوگوں کو دیکھ کر جنہوں نے اپنی ساری عمریں اسی کام کیلئے صرف کردیں سُست نہیں ہونا چاہیئے بلکہ چُست ہونا چاہیئے کہ فلاں نے تو اپنی ساری عمر ہی اسی کام میں لگادی مجھے جتنا وقت مل سکتا ہے اتنا ہی اس خدمت میں لگادوں- پس ہر ایک احمدی اپنے اپنے رنگ میں اور اپنے حلقہ اثر میں ضرور تبلیغ کرے اور اس کام میں لگ جائے تب جاکر کامیابی ہوگی ورنہ مشکل ہے- اگر ہماری ترقی کی رفتار وہی رہی جو موجودہ صورت میں ہے تو ہزارہاسال کے بعد جاکر کامیابی ہوگی لیکن کسی قوم کی عمر اس قدر کہاں ہوسکتی ہے- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے متعلق تو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمام دینوں پر ان کا غلبہ ہوگا پھر اس وقت کیوں کوتاہی اور کمی ہورہی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم میں نقص اور قصور ہے- ہمیں اپنی حالت میں تبدیلی کرنی چاہیئے اور وہ یہی تبدیلی ہے کہ ہر ایک فرد تبلیغ کرنا اپنا فرض سمجھے- ہم جب کسی کو بھوکا اور ننگا دیکھ کر اس پر رحم کھاتے اور حتی الوسع اس کی مدد کرتے ہیں تو جو لوگ دین سے بھوکے اور روحانیت سے ننگے ہیں ان کو دیکھ کر کیوں ان کی مدد نہ کریں اور یہ خیال کرلیں کہ قادیان سے ہی واعظ آکر انہیں تبلیغ کریں گے- ہر ایک انسان ہر ہفتے اپنے دل میں غور کرلیا کرے کہ مَیں نے اتنے دنوں میں تبلیغ کیلئے کیا کوشش کی ہے- اگر کوئی اخلاص اور سچے دل سے خدا تعالیٰ کے دین کے پھیلانے میں کوشش کرے گا تو خدا تعالیٰ کبھی اس کی کوشش کو ضائع نہیں کرے گا- کیونکہ وہ تو رحیم ہے کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا بلکہ ہر ایک کو اس کا کام کا بدلہ دیتا ہے-

مَیں نے بہت دفعہ پہلے بھی آپ لوگوں کو اس طرف متوجہ کیا ہے اور اب بھی کرتا ہوں جن کو خدا تعالیٰ توفیق دے وہ اس کام میں لگ جائیں تاکہ لوگوں کو بدیوں سے پاک کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظلِّ عاطفت میں ان کو لائیں- خدا تعالیٰ ہماری جماعت کے سب لوگوں کو اس بات کی توفیق دے کہ جو انعام ان کو ملا ہے اس سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائیں اور تبلیغ سلسلہ میں ہر وقت کوشاں رہیں- آمین-

(الفضل ۴-نومبر ۱۹۱۵ء)

۱،۲ الفاتحۃ:۶، ۷

۳ آنت- انتڑی

۴ مسلم کتاب الطھارۃ باب حکم ولوغ الکلب